م - م - صدیقی

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رح

امراء
اور
حکام سے زندگی بھر کنارہ کش رہے ——— !

مولانا کا تعلق ایک بلند پایہ علمی خاندان سے تھا۔ والد کی طرف سے صدیقی اور والدہ کی طرف سے فاروقی النسب تھے۔ مثنوی مولانائے روم کے خاتم مفتی الٰہی بخش اور مولانا فخر الدین رازی آپ کے اجداد میں ہیں۔ آبائی وطن یوپی کا مردم خیز قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر تھا۔

آپ کے والدِ محترم حافظ محمد اسماعیل بھوپال میں محکمہ جنگلات کے مہتمم تھے۔ ۱۹۰۰ عیسوی میں وہیں آپ پیدا ہوئے۔ نو سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ ابتدائی دینی تعلیم مولانا اشرف علی تھانوی کی زیرِ نگرانی خانقاہِ اشرفیہ تھانہ بھون میں حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ عربیہ مظاہر علوم سہارن پور چلے گئے۔ اور تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر مروّجہ علوم کی تکمیل کی۔ مولانا خلیل احمد سہارن پوری، مولانا ثابت علی صاحب اور حافظ عبد اللطیف صاحب جیسے جلیل القدر علماء سے علمی استفادہ کیا۔ ۱۹ برس کی عمر میں سندِ فراغ حاصل کی۔ اس وقت دار العلوم دیوبند، ملک بلکہ تمام عالمِ اسلام کے جہاندیدہ فن کا مرکز بنا ہوا تھا۔ وہاں کے افق پر پیغمبرانہ علوم کے ماہ و نجوم کا جھرمٹ تھا۔ آپ نے ان درخشندہ ماہ و نجوم سے بھی کسبِ نور کا ارادہ کیا۔ اور مظاہر علوم سہارن پور سے سندِ فراغ لے کر دار العلوم دیوبند چلے گئے اور وہاں دوبارہ دورۂ حدیث پڑھا اور علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ شبیر احمد عثمانی اور مفتی عزیز الرحمان جیسے مایہ ناز اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا۔

تدریسی زندگی | ۱۹۲۱ء سے آپ کی تدریسی زندگی کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے مدرسہ امینیہ دہلی سے تعلق قائم ہوا لیکن وہاں صرف ایک سال رہے۔ آئندہ سال دار العلوم کی کشش آپ کو دیوبند کھینچ لائی۔ یہ آپ کے لئے بہت بڑا اعزاز تھا۔ کہ ایک سال قبل جن عظیم اساتذہ کے آگے آپ نے زانوئے ادب تہہ کیا تھا، انہوں نے آپ کی علمی صلاحیتوں کو بھانپ لیا تھا۔ علامہ انور علی شاہ کاشمیری

مولانا محمد احمد (مہتمم دارالعلوم) مولانا حبیب الرحمان عثمانی نے دارالعلوم میں آنے کی دعوت دی۔ قدرت نے آپ کو یہ شرف بخشا کہ انور شاہ، شبیر احمد عثمانی اور مفتی عزیز الرحمان جیسے جلیل القدر اساتذہ کے پہلو بہ پہلو مسندِ درس پر فائز ہوں۔ تقریباً دس برس دارالعلوم سے وابستگی رہی۔ اس کے بعد بعض وجوہ کی بنا پر آپ حیدرآباد دکن چلے گئے۔

حیدرآباد کم و بیش نو برس قیام رہا، اگرچہ وہاں نہ دارالعلوم سے وابستگی جیسی نعمت تھی اور نہ علامہ انور شاہ اور علامہ عثمانی جیسے علم و حکمت کے سرچشموں کا قرب مگر اس اعتبار سے حیدرآباد دکن کا زمانۂ قیام آپ کی زندگی کا ایک قیمتی حصہ گردانا جاسکتا ہے کہ "تعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جیسی عظیم اور مایہ ناز کتاب کی تالیف کا موقع ملا۔ اور اس کی ابتدائی چار جلدیں دہلی کے دوران قیام دمشق جاکر طبع کرائیں۔

تعلیق الصبیح عربی زبان میں تھی اور علمی نقطۂ نظر سے اتنی ٹھوس اور بلند کہ علماء ہند کے علاوہ مصر، شام اور حرمین شریفین کے علماء نے اس کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا اور اس پر تقاریظ لکھیں تعلیق الصبیح کی اشاعت ہند سے نکل کر عرب ممالک میں آپ کے تعارف کا ذریعہ بنی۔

نظریۂ پاکستان سے وابستگی | علامہ شبیر احمد عثمانی کے خصوصی شاگرد ہونے کے علاوہ قدرت نے ان سے خاندانی رشتے بھی قائم کر دئیے۔ اور پھر مولانا کو تحریک پاکستان کے بارے میں علامہ عثمانی کی رائے اور نظریات سے کامل اتفاق تھا۔ عملاً سیاست میں حصہ نہ لینے کے باوجود آپ ہمیشہ اپنی ذاتی اور علمی مجلسوں میں نظریۂ پاکستان اور دو قومی نظریئے کی زبردست تبلیغ کرتے رہے — ہمیشہ یہی فرماتے کہ :- "مجھے سب سے زیادہ بغض ہندو سے ہے"

کسی بڑے سے بڑے آدمی سے بھی ہندو مسلم اتحاد کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے۔ نظریۂ پاکستان سے والہانہ عشق ۱۹۴۹ء میں پاکستان لے آیا۔ ریاست بہاول پور کی دعوت پر بطور شیخ الجامعہ جامعہ عباسیہ، آپ بہاول پور تشریف لے آئے۔ اور دو برس کے قریب بہاولپور میں قیام رہا۔

لاہور میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب خلیفۂ خاص حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی سعی و کاوش سے جامعہ اشرفیہ کے نام سے ایک دینی درسگاہ کا قیام عمل میں آچکا تھا، تقسیم ہند کے خونچکاں ہنگاموں اور واقعات نے علم و حکمت کے جن موتیوں کو بکھیر دیا تھا۔ مفتی صاحب انہیں سمیٹنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مولانا جامعہ اشرفیہ کے سالانہ جلسہ میں شمولیت کی خاطر لاہور تشریف لاتے۔ اور صحبت

مفتی صاحب کی نگاہ انتخاب نے آپ کو چن لیا۔ حضرت مفتی صاحب نے مولانا سے فرمایا: "جو آپ کو پراٹھا اور پلاؤ چھوڑ کر سوکھی روٹی کی دعوت دیتا ہوں۔" مولانا نے بلا تأمل جواب دیا: "حضرت! خدمتِ دین کی خاطر مجھے منظور ہے۔" مولانا کو احساس تھا کہ جامعہ عباسیہ وابستگی کی صورت میں شاید خدمتِ دین ادا نہ ہو سکے۔ اس لئے ان تمام مادی منافع سے قطع نظر کر لی جو سرکاری ملازمت سے وابستہ تھے۔ چنانچہ لاہور چلے آئے اور زندگی کے آخری لمحہ تک اشرفیہ سے وابستہ رہے۔

مرکزِ تبلیغ | آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کا میدان سارا ملک تھا۔ اور کراچی سے پشاور تک تبلیغی جلسوں میں شمولیت فرماتے۔ لیکن آپ کی دعوت وارشاد اصل مرکز بیس برس تک نیلہ گنبد رہا۔

تصانیف | تقریباً تمام دینی موضوعات پر قلم اٹھایا۔ تصانیف کی تعداد ایک سو سے اوپر ہے۔ تعلیق الصبیح (عربی) معارف القرآن، سیرت مصطفیٰ۔ تراجم بخاری، عقائد اسلام، اصول اسلام، خلافتِ راشدہ، اسلام اور نصرانیت، علم الکلام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تفسیر، حدیث اور عقائد کے علاوہ آپ کے سب سے زیادہ رسائل عیسائیوں اور قادیانیوں کے رد میں ہیں۔

اخلاق وعادات | ہمیشہ انتہائی سادہ زندگی گزاری، اس قدر علم وفضل کے باوجود کبھی اس کی نمائش نہیں کی، خود آپ کے شاگرد آتے تو ان کے لئے اپنے ہاتھ سے کھانا لے کر آتے، ہر ایک سے سادہ اور بے تکلف گفتگو کرتے، امراء اور حکام سے زندگی بھر کنارہ کش رہے۔ بڑے بڑے لوگوں نے ان سے اپنی شخصیت اور وابستگی کا اظہار کیا۔ مگر کبھی کسی سے کوئی دنیوی غرض بیان نہیں کی۔

بارہا مولانا کو یہ کہتے سنا کہ: "اگر میں اہل دنیا کے آگے ہاتھ پھیلاتا تو میری اولاد کو نوکریاں کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔" مگر فرماتے کہ: "مجھے یہ دیکھ کر روحانی سکون ہوتا ہے کہ میرا ہر بچہ اپنی استعداد اور محنت کے مطابق روزی کما رہا ہے۔"

آج کے دور میں جب لوگوں نے دولت ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ زندگی بھر قناعت کے ساتھ گزر کرنا اور تمام تر ظاہری وسائل اور مواقع موجود ہونے کے باوجود خالی ہاتھ دنیا سے گزر جانا، ایک مافوق الفطرت کارنامہ ہے۔ ایک عظیم الشان لائبریری اور قیمتی مسودات کے سوا پسماندگان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا۔

الحق میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں